رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۵۱

رجسٹرڈ انگلشیہ (۔)

شرح چندہ
سالانہ ...... ۔
ششماہی ...... ۔
سہ ماہی ...... ۔

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

قیمت فی پرچہ (۲ر)

قیمت پرانا پرچہ (۴ر)

جلد ۲ | ۲ شہریور ۱۳۵۳ف | ۱۶ رجب ۱۳۶۳ھ | ۸ جولائی ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر ۱۳

ہندوستان کا دستوری مسئلہ

پروفیسر کوپ لینڈ کی اسکیم

ہندوستان کی سیاسی گتھی کو سلجھانے کی اس وقت پھر ایک بار کوشش کی جائے تو پروفیسر کوپ لینڈ کی جامع رپورٹ کے مطالعہ سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ (یہ رپورٹ ہندوستان کا مستقبل۔ ہندوستان کے دستوری مسئلہ پر رپورٹ حصہ سوم کے نام سے موسوم ہے) پروفیسر کوپ لینڈ کی اسکیم کا جو خلاصہ اخبارات میں شائع ہوا ہے اس میں ہندوستانی مسئلہ کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ اس تجویز پر ہندوستان میں توجہ نہیں کی گئی اور پروفیسر کوپ لینڈ کی تحقیقات اور وسیع پیمانہ کی قدر و قیمت کو محسوس نہیں کیا گیا۔ بہرحال ان کی اسکیم کے متعلق خواہ کچھ ہی خیال کیا جائے لیکن اس امر سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ ہندوستان کی سیاسی الجھن کا جو تجزیہ انھوں نے کیا ہے اور جو تنقید کی ہے وہ حقائق پر مبنی ہے۔ انھوں نے اپنی تحقیق کو ایسے تاریخی واقعات پر مبنی کیا ہے جن کو نظرانداز کرنا ناممکن ہی نہیں۔ ہندوستان کا مسئلہ عجیب و غریب خصوصیات کا حامل ہے لیکن ان ممالک کے تجربے سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے جو اسی نوعیت کی دشواریوں پر کامیابی کے ساتھ غالب آئے ہیں۔

پروفیسر کوپ لینڈ کے خیال میں موجودہ فرقہ وارانہ کشمکش کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ہندو اکثریتی صوبوں میں خالص کانگریسی وزارتیں دوبارہ قائم کی جائیں اور نہ وہ اس امر کو گوارا کرتے ہیں کہ مرکز میں ہندوؤں کی اکثریت رہے۔ ان اعتراضات کو کس طرح رفع کیا جاسکتا ہے؟ پروفیسر کوپ لینڈ ہندوستان کی جغرافی وحدت پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ سیاسی تقسیم ملک کو کمزور بنادے گی۔ لیکن وہ یہی محسوس کرتے ہیں کہ تقسیم کے بغیر بھی مسلمانوں کا مطالبہ پورا ہوسکتا ہے۔ وہ تاریخی واقعات سے یہ بتلاتے ہیں کہ اقوام بالکلیہ آزاد مملکتیں قائم کئے بغیر اپنے قومی نصب العین کو حاصل کرسکتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہندوستان کی اقلیتوں کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ اقتدار کے غلط استعمال کے خلاف ان کی حفاظت نہیں بلکہ اقتدار کے استعمال میں ان کی شرکت ہے۔ اس نقطۂ نظر سے اصل مسئلہ مرکز کا ہے۔ سر سکندر حیات خاں مرحوم کے منطقہ واری اسکیم کو پیش نظر رکھکر پروفیسر کوپ لینڈ ہندوستان کو چار بڑے خطوں میں منقسم کرتے ہیں جن میں سے چار دریاؤں کی ہستی ہیں یعنی انڈس، گنگا، ڈیلٹا اور دکن۔ ہندوستانی ریاستیں یا تو ایک علحدہ ڈومینین تشکیل دیں گی یا ان علاقوں سے ان کا الحاق ہوسکے گا۔ اور ایک ایسے مرکز کی ضرورت ہوگی جس کو دفاع، امور خارجہ، مواصلات اور کرنسی کے اختیارات ہوں اور اس مرکز میں اقلیتوں کے مفاد موثر اور آئینی طور پر محفوظ کئے جائیں۔ پروفیسر کوپ لینڈ کہتے ہیں کہ ان کی اسکیم سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ مجوزہ دو خطوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہوگی اور دو خطوں میں ہندوؤں کی اکثریت۔ اس سے مرکز کا مسئلہ آسان ہوجائے گا۔ یہ اسکیم ایک بلکا سا وفاق ہے گو پروفیسر کوپ لینڈ وفاق کا لفظ استعمال نہیں کرتے کیونکہ مجوزہ خط بجائے خود ایک وفاقی وحدت ہونگے۔

اسکیم کا یہ ایک بلکا سا خاکہ ہے جو لوگ اس سے دلچسپی رکھتے ہیں وہ تفصیلی اسکیم کا مطالعہ کریں۔ بہرحال ہندوستان کے باشندے بالآخر جو بھی دستور اختیار کریں پروفیسر کوپ لینڈ کہتے ہیں کہ یہ دستور باہمی رضامندی سے مرتب کیا جائے۔ جلد باز اور تیز مزاج لوگ کہتے ہیں کہ آخری حل خانہ جنگی سے ہوگا۔ خانہ جنگی ہوگی اور ختم بھی ہوجائے گی مگر بنیادی مسئلہ اپنی جگہ قائم رہے گا۔ پروفیسر کوپ لینڈ کا مشورہ ہے کہ دستور مرتب کرنے کے لئے ایک کنونشن قائم کیا جائے۔ وہ اس خیال کی تائید کرتے ہیں کہ کانگریس کی یہ تجویز کہ کل ہند بنیاد پر ایک بڑی دستور ساز اسمبلی تشکیل دی جائے نامناسب ہے۔ اس نوعیت کی جماعت کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتی کیونکہ ایسی جماعت مختلف گروہوں میں تقسیم ہوجائیگی اور ہر گروہ ایک لیڈر کے ساتھ ہوجائے گا۔ صاف بات یہ ہے کہ ہندوستان کے عوام ایک بڑی دستور ساز اسمبلی میں اپنے نمائندوں کے ذریعہ ایسے نازک مسئلہ کو حل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ ان کو صرف یہ کرنا چاہئے کہ ان کے نمائندوں کی ایک مختصر جماعت آزادانہ دوستانہ گفت و شنید کے ذریعہ جو دستور مرتب کریں اس کی توثیق کردیں۔ پروفیسر کوپ لینڈ کا خیال یہ ہے کہ یہ کنونشن جس قدر ممکن ہو مختصر ہونا چاہئے اور اس کنونشن میں صوبوں اور ریاستوں کے منتخبہ نمائندے شریک ہونے چاہئیں۔

ہمیں پھر ایک بار باہمی سمجھوتہ کی ضرورت پر زور دینا پڑتا ہے جیسا کہ پروفیسر کوپ لینڈ نے اپنی رپورٹ کے حصہ دوم میں بتلایا ہے حکومت برطانیہ اور مسٹر گاندھی میں جو تلخ نزاع کھڑی ہے وہ ہندوستان کی آزادی سے متعلق نہیں بلکہ حصول آزادی کے طریقے سے متعلق ہے۔ مسٹر گاندھی نے ایک متبادل صورت اختیار کی تھی جو اس قسم کی

بقیہ سلسلہ صفحہ ۱

مملکت ہفتہ وار

جلد ۱ | ۲؍شہریور ۵۷ف | نمبر ۱۳

جامعہ عثمانیہ کا نیا دور

حکومت سرکار عالی کے ایک حالیہ ہیوگنے میں بتلایا گیا ہے کہ:-

عالی جناب صدر المہام بہادر تعلیمات کی اس سفارش کی بنا پر کہ ہمہ وقتی معین امیر جامعہ کا تقرر کیا جانا اور عہدہ صدر المہامی سے معین امیر جامعہ کے فرائض کو علحدہ رکھا جانا از بس ضروری ہے نائب معین امیر جامعہ کی جائداد برخاست کی جا کر ایک ہمہ وقتی معین امیر جامعہ کی جائداد قائم کی گئی ہے ....

عالیجناب صدر المہام بہادر تعلیمات حکومت سرکار عالی کو پرو چانسلر مقرر کیا گیا ہے اور اس حیثیت سے مجلس اعلیٰ جامعہ کی صدارت فرمائیں گے۔ مولوی سید محمد اعظم صاحب کا تقرر بہ تعلیمات ساتھ معین امیر جامعہ عثمانیہ کے عہدہ پر کیا گیا ہے۔

معین امیر جامعہ کے عہدے پر مولوی سید محمد اعظم صاحب کا تقرر جامعہ عثمانیہ کے مستقبل کے لئے ایک فال نیک ہے۔ ہم نے سال گزشتہ اپنے ایک اداریہ میں جامعہ عثمانیہ کے نظم و نسق کی خرابیوں پر بحث کرتے ہوئے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ:-

جامعہ عثمانیہ کا نظم و نسق ہر طرح محتاج اصلاح ہے۔ اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے کہ موجودہ نائب معین امیر جامعہ نہایت نیک نفس اور شریف انسان ہیں، قابل ریاضی داں بھی اور ایک مخلص اور شفیق استاد بھی ہیں۔ لیکن ان کے دور میں جامعہ کے نظم و نسق میں وہ اصلاح نہیں ہوئی جس کی توقع کی جا رہی تھی۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جامعہ کے نظم و نسق کی بہتری پی، وی، سی کی انتظامی صلاحیتوں پر منحصر ہوتی ہے۔ ایک عرصے سے سنا جا رہا ہے کہ پی، وی، سی کے عہدہ پر کسی موزوں شخصیت کا تقرر عمل میں آنے والا ہے .... ہمارے ذہن میں مولوی سید محمد اعظم صاحب سے زیادہ موزوں کوئی اور نام نہیں ہے۔ نظامت تعلیمات کے بجائے ان سے کسی موزوں عہدہ دار کو منتخب کیا جا سکتا ہے۔ اگر معین امیر جامعہ کی خدمت پر صحیح انتخاب ہو جائے تو بڑی اصلاحات رونما ہو سکتی ہیں۔

اس جدید عہدے پر مولوی سید محمد اعظم صاحب کے تقرر کو ملک کے صائب الرائے حلقوں میں جامعہ کی اصلاح کا پہلا قدم سمجھا جا رہا ہے۔ ہماری رائے میں یہ تقرر بہت پہلے ہو جانا چاہئے تھا پھر بھی جامعہ کے بہی خواہوں کی ایک دیرینہ تمنا پوری ہوئی۔ مولوی سید محمد اعظم صاحب ماہر تعلیم ہونے کے علاوہ انتظامی قابلیت کے بھی حامل ہیں۔ آپ کی زندگی کا غالب جذبہ یہی ہے کہ ملک میں تعلیم خوب پھیلے اور ہر شخص کی بہترین صلاحیتیں اجاگر ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ موجودہ تعلیمی رجحانات اور ملک کی ضروریات سے بھی خوب واقف ہیں اور فرقہ وارانہ پاسداری سے بالاتر ہیں۔ جامعہ عثمانیہ کا نظم و نسق ایسے ہی ہاتھوں میں ہونے کی ضرورت تھی۔ ہمیں یقین ہے کہ صرف اساتذہ اور طلبہ بلکہ جامعہ کے بہی خواہان جامعہ کا مخلصانہ تعاون ان صاحب موصوف کو حاصل رہے گا۔ اور جامعہ عثمانیہ اپنے موجودہ دور تعطل کو ختم کر کے تعلیمی مشاغل میں منہمک ہو جائے گی۔

اس ضمن میں جامعہ عثمانیہ سے متعلق چند امور کی جانب ہم مولوی سید محمد اعظم کو متوجہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے خواہشمندوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور جامعہ میں ان کی شرکت کے امکانات گھٹتے جا رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سٹی کالج اور چادرگھاٹ کالج کو بھی درجہ اول کے کالج بنا دیا جائے تاکہ شعبہ فنون کا فیلسانی ان دو کالجوں سے بھی حاصل کیا جا سکے۔ اس طرح جامعہ پر شرکا کی جو یورش ہوتی ہے وہ کم ہو جائے گی اور سائنس کے طلبہ کے لئے جامعہ میں مزید سہولتیں اور نشستیں مہیا ہو سکیں گی۔ وہ طلبہ جو السنہ، تاریخ، معاشیات وغیرہ لیتے ہیں ان کی بالعموم کثرت ہوتی ہے۔ ایسے طلبہ سٹی کالج میں منقسم ہو جائیں گے اور سائنس کے طلبہ کے لئے جامعہ میں مزید انتظامات ہو جائیں تو بہت کم لڑکوں کو مایوسی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ ظاہر ہے کہ اس تجویز پر عمل کرنے کے لئے سٹی کالج کی توسیع درپیش ہوگی اور چادرگھاٹ کالج کے لئے ایک جدید عمارت کی ضرورت ہوگی۔ ہمیں یقین ہے کہ آنریبل صدر المہام بہادر فینانس ایسے اخراجات کی منظوری دینے میں کبھی دریغ نہیں کریں گے۔ اس تجویز کو قبول کرنے سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ وہ لڑکے جو اقامت خانے کے اخراجات یا آنے جانے کے روزانہ مصارف برداشت نہیں کر سکتے وہ سٹی کالج اور چادرگھاٹ کالج میں شریک ہو جائیں گے۔ اس اعتبار سے ان دو کالجوں میں بی، اے کی جماعتوں کا افتتاح از بس ضروری ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جامعہ عثمانیہ کی تحقیقاتی کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں اساتذہ اور طلبہ کے باہمی تعلقات کو بہتر بنایا جائے۔ ہمیں تحقیقاتی کمیٹی کی سفارشات کا علم نہیں لیکن ہمیں توقع بلکہ یقین ہے کہ وہ جامعہ کی بہتری اور اصلاح کی ضامن ہوں گی۔ اساتذہ کے قلوب میں لڑکوں سے محبت اور خلوص اور لڑکوں کے قلوب میں اساتذہ کا اعتماد اور احترام نہایت ضروری ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر اساتذہ اپنے علمی مشاغل کو نوکری دوڑ دھوپ یا شخصی ترقی کے لئے پیروی پر ترجیح دیں تو اچھا ہے۔ ہم تمام اساتذہ کو اس غلطی کا مرتکب نہیں قرار دیتے لیکن چند ایسے ضرور ہو سکتے ہیں۔ جو علمی مشاغل پر شخصی مفاد کو ترجیح دیتے ہیں۔ بعض اساتذہ والے ہیں جن کو یہ فکر لگی رہتی ہے کہ جامعہ کی پروفیسری کو کسی دوسرے محکمے کے عہدے کے لئے کس طرح زینہ بنایا جا سکتا ہے۔ حیدرآباد سے باہر ایسا نہیں ہوتا۔ البتہ یہ ضرور ہوتا ہے کہ حکومت خود کسی اچھے پروفیسر کو کسی خاص کام کے لئے چن لیتی ہے۔ لیکن یہ بات پروفیسر کی شان کے خلاف ہے کہ وہ خود پیروی کرتا پھرے اور عہدہ داروں کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر میں لگا رہے۔ ہمیں یقین ہے کہ مولوی سید محمد اعظم صاحب اس رجحان کا سختی سے انسداد کریں گے۔

طلبہ کے جسمانی نشو و نما سے متعلق جامعہ عثمانیہ نے کوئی توجہ نہیں کی۔ جہاں تک ہمیں علم ہے تیراکی، گھوڑے کی سواری اور مختلف قسم کے کھیل کود وغیرہ کے لئے ہنوز تشفی بخش انتظامات نہیں ہیں۔ اکثر جامعات میں تیرنے کے لئے حوض، سواری کے لئے گھوڑے اور

ہر قسم کے کھیل کود کے لئے وسیع میدان موجود ہیں۔ یہی وہ مصروفیات ہیں جو طلبہ کو سیاسی شور و شغب سے دور رکھتی ہیں۔ عملی سیاسیات کی طرف شاید انہی تجاویز کو دیکھ کر ڈاکٹر رضی الدین صدیقی نے اپنی ایک نشری تقریر میں طلبہ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ:

"نوجوانوں کا جس قدر تعلیم سے تعلیل و قت بھی دنیا کے جھگڑوں اور عملی سیاسی تفریحوں میں صرف ہوگا وہ ان کی تعلیم و تربیت کو ناقص رکھے گا اور اسی تناسب سے ان کی افادیت میں کمی ہو جائے گی سمجھدار قائدین اس امر سے متفق ہیں کہ نوجوانوں اور نئی نسل کو عملی سیاسیات سے اور دنیا کے جھگڑوں سے دور رکھا جائے بعض لوگ جن سے صحیح رہنمائی کی توقع کی جا سکتی ہے اپنے ذاتی یا فرقہ وارانہ اغراض کی خاطر طلبہ اور نوجوانوں کو عملی سیاسیات کی آگ میں جھونک دیتے ہیں...... زیر تعلیم اور زیر تربیت نوجوانوں کو وقتی مقصد برآری کی خاطر عملی سیاسیات کے متلاطم سمندر میں ڈھکیل دینا تہذیب اور تمدن کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔"

افسوس ہے کہ ایسے غرض مند لیڈروں کے اثر سے جامعہ کے طلبہ محفوظ نہ رہ سکے ان پر قیادت کا بھوت اس بری طرح سوار ہے کہ سال اول کے طلبہ بھی اپنے آپ کو ایک چھوٹا موٹا لیڈر اور مسئلہ پر رائے دینے کا اہل سمجھتے ہیں۔

ہم مولوی سید محمد اعظم صاحب کا اس جدید عہدہ پر خیر مقدم کرتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ ان کا دور ہر اعتبار سے درخشاں ہوگا۔

کاش ہم جدید ناظم تعلیمات کے متعلق بھی یہی بات کہہ سکتے۔ قاضی صاحب ایک نہایت اچھے ریاضی داں ہیں اور بحیثیت ایک انسان کے نہایت شریف اور اعلیٰ کردار کے حامل ہیں لیکن انتظامی امور میں جس طرح وہ جامعہ عثمانیہ میں ناکام رہے ہیں اندیشہ ہے کہ وہ تعلیمات جیسے وسیع مرشتہ میں ناکام رہیں گے۔ قاضی صاحب کو ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ بطور خود وظیفہ پر علٰحدہ ہو جائیں۔

نظامس اسٹیٹ ریلوے کا موازنہ ۴۴ء تا ۴۵ء

آمدنی میں (۲) کروڑ (۱۳) لاکھ کا اضافہ

متوقع آمدنی ۴۳ء تا ۴۴ء (۱۰۵ء ۳۰۴) لاکھ متوقع کاروباری اخراجات (۱۱۰ء ۲۰۳) لاکھ۔ (۱۷۰ء) لاکھ متوقع آمدنی خاص خام آمدنی ۴۳ء تا ۴۴ء (۳۹۲،۱۰۵) لاکھ خرچ (۱۹۱،۵۰) لاکھ۔ خاص آمدنی (۲۰۵،۱۹۲) لاکھ خام آمدنی ۳۸ء تا ۳۹ء (۲۵۶،۱۹۲) لاکھ۔ خرچ (۱۳۳،۱۱۷) لاکھ خاص آمدنی (۱۱۵،۳۳) لاکھ۔

حیدر آباد ۹ جولائی۔ آج بوقت ۵ ساعت شام دفتر معتمدی صنعت و حرفت میں کرنل سلاٹر نے صحافتی کانفرنس میں جو موازنہ پیش کیا ہے اس کے اہم اقتباسات مع جوابات کرنل سلاٹر جو نمائندگان صحافت کو دئے گئے حسب ذیل ہیں۔

حیدر آباد ۹ جولائی۔ سنہ ۱۹۴۳ء تا سنہ ۱۹۴۴ء میں جملہ آمدنی دو کروڑ ۶۵ لاکھ چھیانوے ہزار رہی۔ اور سنہ ۱۹۴۴ء تا سنہ ۱۹۴۵ء کے موازنہ کے لئے متوقع آمدنی کا اندازہ دو کروڑ چھیالیس لاکھ ۷۰ ہزار روپے کا محکمہ ریلوے سرکار عالی نے اپنے موازنہ کی یاد داشت میں اظہار کیا ہے۔ آج سہ پہر ایک صحافتی کانفرنس میں موازنہ پر گفت و شنید رہی۔ لفٹننٹ کرنل ای ڈبلیو سلاٹر جنرل منیجر ریلوے نے اس کانفرنس کی صدارت فرمائی۔

موازنہ کے پیش لفظ میں بتلایا گیا ہے کہ حکومت سرکار عالی کے حمل و نقل کی کارکردگی میں مشکلات جاری رہیں۔ کل آمدنی غیر معمولی طور پر فوجی آمد و رفت کے اور جنگ کے باعث پیدا شدہ حالات کی وجہ سے بڑھی ہوئی رہی کاروباری اخراجات بھی بہت زیادہ ہو گئے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا ہے اور عملہ کو گرانی الاؤنس اور ارزاں داموں پر غذائی اجناس مہیا کرنا پڑتا ہے۔

سنہ ۱۹۴۲ء سے سنہ ۱۹۴۳ء تک کل آمدنی چار کروڑ چھیانوے لاکھ بیاسی ہزار رہی کاروباری اخراجات معمولی ایک کروڑ اکیانوے لاکھ ستاون ہزار رہے ذخیرہ تخمین فنڈ کے لئے منہائی کے اٹھتالیس لاکھ اکتیس ہزار روپے ادا کئے گئے۔ خاص آمدنی دو کروڑ ۶۵ لاکھ چھیانوے ہزار رہی۔ اس اصلی آمدنی کی تقسیم حکومت کے عام محاصل کی ادائی گی ہیں سے دو کروڑ ستائیس لاکھ ترانوے ہزار اور ریلوے محفوظ کے لئے اڑتیس لاکھ تین ہزار ہوئی۔

سنہ ۱۹۴۴ء تا سنہ ۱۹۴۵ء متوقع موازنہ کی کل آمدنی چار کروڑ ۳۰ لاکھ ۵ ہزار ہے کاروباری اخراجات معمولی ایک کروڑ اٹھاسی لاکھ پچیس ہزار ہوں گے۔ اور ذخیرہ فنڈ کے لئے منہائی ۴۴ لاکھ ستائیس ہزار ہوگی۔ خاص آمدنی دو کروڑ چھیالیس لاکھ ۷۰ ہزار ہوگی اس میں ایک کروڑ ۶۳ لاکھ ۴۴ ہزار حکومت کے محاصل ادا کئے جائیں گے۔ ریلوے کے محفوظ کے لئے تراسی لاکھ چھبیس ہزار روپے جاسکیں گے۔

سنہ ۴۴ء تا سنہ ۴۵ء کے متوقع کاروباری اخراجات کا اندازہ دو کروڑ چھبیس لاکھ کیا گیا ہے یہ اخراجات سنہ ۴۲ء تا سنہ ۴۳ء میں ایک کروڑ ۹۲ لاکھ تھے اور سنہ ۴۳ء تا سنہ ۴۴ء میں دو کروڑ اکتیس لاکھ تھے۔ سابقہ اعداد میں ۳۴ لاکھ کا جو اضافہ ہوا ہے اس میں عملہ ریلوے کے لئے گرانی الاؤنس کے ۳۹ لاکھ اور ارزاں داموں پر غذائی اجناس کی فروخت کے لئے ۷۰ لاکھ بھی شریک ہیں۔

ریلوے بورڈ کی سابقہ موازنہ کی یاد داشت گزشتہ جولائی میں جاری کی گئی تھی۔ اس کے بعد سے حالات اور بھی دشوار ہو گئے ہیں ٹرافک بڑھتی جارہی ہے۔ اس لئے جو کچھ اسٹاک موجود ہے اس کو بہ حد امکان استعمال کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ان دشواریوں میں اضافہ مختلف پرزوں اور دوسرے اشیاء کے عدم حصول کی وجہ سے ہوتا جارہا ہے اور موجودہ پرزوں پر بھی بہت بار پڑتا جارہا ہے جس کے باعث وہ کام انجام دینے کے قابل نہیں رہتے ہیں عملہ کے مسائل بھی پریشانی کا باعث رہے ہیں لیکن گزشتہ چند سال کے غیر معمولی بڑھتے ہوئے کام کے باوجود عملہ نے جس طریق پر کام انجام دیا ہے وہ قابل ستائش ہے۔

صحافتی کانفرنس کرنل سلاٹر کے جوابات

یہ توقع کہ آئندہ چند ماہ میں ہی حیدرآباد میں دو سو سے زائد واگن مہیا ہوسکیں گے کرنل ای ڈبلیو سلاٹر نے ظاہر کی اور ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے جس میں یہ دریافت کیا گیا کہ جنگ کے اختتام پر الکٹرک ریلوے رائج کیا جائے۔ کرنل سلاٹر نے کہا کہ یہ ایک مسئلہ ہے جو طویل عرصہ سے زیر غور رہا جیسے ہی سستے داموں الکٹرک مہیا ہونے لگے۔ ریلوے کے لئے اس کا استعمال شروع کر دیا جائے گا۔ اس کے لئے جو صرفہ ہوگا اس کا انحصار ٹرافک کے اضافہ پر ہے۔ اور اس کے لئے اقتصادی طور پر ہم کو بہت زیادہ سرمایہ کی ضرورت ہوگی۔

کرنل سلاٹر نے اس خیال کا اظہار کیا کہ ممالک متحدہ میں برقی گاڑیوں میں قوت برقی کا استعمال جیسے سستے داموں پر قوت برقی مہیا ہو۔ بآسانی کیا جاسکتا ہے۔ سستے داموں سے مطلب آپ نے بتلایا کہ یہ بجائی اور نفع بخش ہو۔ آپ نے کہا کہ ریلوے کے لئے خود ہی طور پر برقی قوت پیدا کرنے میں سہولت کے آپ قائل نہیں اس لئے اگر اس کے ساتھ صنعتی اور گھریلو استعمال بھی شریک کر لیا جائے تو اس میں توازن قائم ہو سکتا ہے۔

کیا شہر میں ٹرام سے سرویس کا امکان ہے

اس کے بعد ایک سوال کیا گیا کہ آیا حیدرآباد میں ٹرام سے سرویس کے امکانات ہیں تو کرنل سلاٹر نے

بقیہ صفحہ (۱۰) سے آگے

حیدرآباد کے معدنی وسائل و ذرائع

قیمتی پتھر اور دھاتیں

نگینہ سازی کی صنعت کے امکانات

ایک زمانہ میں حیدرآباد قیمتی پتھروں اور دھاتوں کے مرکز کی حیثیت سے مشہور تھا۔ اپنے تاریخی حالات کے علاوہ گولکنڈہ ہیروں کی تجارت کے ایک بڑے مرکز کی حیثیت سے مشہور عالم رہ چکا ہے۔ جو ہیرے کرشنا ندی کے کناروں پر پائے جاتے تھے یا جن کی ان علاقوں میں کھدائی ہوتی تھی وہ گولکنڈہ ہی میں تراشے جاتے تھے اور یہیں ان کی تجارت ہوتی تھی۔ فرانسیسی سیاح ٹاورنیے نے سفرنامہ میں دکن کی ہیرے کی کانوں اور ان کے کاموں کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ اس نے ان علاقوں میں سترہویں صدی کے نصف اول میں سفر کیا تھا۔ چونکہ متوسط قیمتی پتھر بھی یہاں کثرت سے پائے جاتے ہیں اس لئے ریاست میں نگینہ سازی کی صنعت کی ترقی کے امکانات موجود ہیں۔

اس بات کا کافی ثبوت موجود ہے کہ قدیم زمانے کے ان لوگوں نے جو کان کنی اور کچ دھات کو صاف کرنے کے سادہ اور عملی اصولوں کے بڑے ماہر تھے دکن میں سونے کی تلاش اور اس کی کان کنی کی۔ ضلع رائچور میں مقام ہٹی کے بعض کاموں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کانیں بعض جگہ (۶۳۰) فیٹ کی زبردست گہرائی تک پہونچ گئی تھیں۔ حال میں زیر زمین تحقیقات اور پیمائش کے ایک سلسلے سے امید افزا نتائج برآمد ہوئے ہیں جن سے ممالک محروسہ میں بڑے پیمانہ پر سونے کی کان کنی دوبارہ شروع کئے جانے کی امید پیدا ہو گئی ہے۔ یہ تجرباتی کام جنگ کی وجہ سے عارضی طور پر رک گیا ہے۔

ہیرے

یہ معلوم کرنا باعث دلچسپی ہے کہ ہندوستان کے بعض بہترین ہیرے دریائے کرشنا کے نشیبی علاقے میں ملے ہیں جن کا ایک خاصا حصہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں ہے۔ مشہور عالم ہیرا کوہ نور جو مغل تاج کی زینت تھا اور جس کی جگہ اب شہنشاہ برطانیہ کے تاج میں ہے مقام کولور پر سنہ ۱۶۵۰ء میں یا اس کے قریب کسی زمانے میں پایا گیا تھا۔ یہ ہیرا میر جملہ نے شاہجہان کو تحفہ دیا تھا۔ اس کا وزن ۲۸۰ قیراط ہے۔ ایک اور مشہور ہیرا "ریجنٹ" جس کا وزن ۴۱۰ قیراط ہے مقام پرتیال پر سنہ ۱۷۰۱ء میں پایا گیا تھا۔ یہ ہیرا اب جمہوریہ فرانس کی ملک ہے۔ پیرس کے مشہور عجائب خانے لوور کی اپولو گیلری میں یہ ہیرا سب سے زیادہ دلچسپ چیز ہے۔ اس کی قیمت (۴۸) لاکھ پاونڈ بتائی جاتی ہے۔ مقام کولور کو ایک اور مشہور ہیرے دی ہوپ ڈائمنڈ کے پائے جانے کی جگہ ہونے کا امتیاز بھی حاصل ہے۔ اس ہیرے کو ٹاورنیے فرانس لے گیا جہاں اس نے سنہ ۱۶۶۸ء میں اسے لوئی چہاردہم کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ ایک اور مشہور ہیرا جو ممالک محروسہ ہی میں پایا گیا نظام ڈائمنڈ ہے جس کا وزن ۲۷۷ قیراط ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تراشے جانے سے پہلے اس کا وزن ۴۴۰ قیراط تھا۔

حکومت سرکار عالی کے محکمہ طبقات الارض نے مقام پرتیال کے علاقہ کی کانوں کی حال ہی میں پیمائش کی ہے جس کے بعد ایک تفصیلی تحقیقات شروع کرنے کی تجویز کی گئی ہے۔ زمانۂ گذشتہ تک حیدرآباد (دکن) کمپنی لمیٹیڈ کو ریاست میں معدنی حقوق حاصل تھے۔ پرتیال کے علاقہ میں ہیرے برآمد کرنے کا قدیم کام شروع کیا تھا اور دو ہزار چار سو چوالیس قیمتی پتھر جن کا مجموعی وزن ۲۰۸۵ قیراط تھا برآمد کئے گئے تھے۔ بعد کو اس کمپنی نے سنہ ۱۹۰۰ء میں یہ کام بے فائدہ ہونے کی وجہ سے بند کر دیا کیونکہ جو ہیرے اس دوران میں حاصل کئے جا سکے وہ معمولی قسم کے تھے۔ حکومت سرکار عالی کے محکمہ طبقات الارض نے البتہ حال ہی میں دریائے کرشنا کے شمالی نشیبی علاقہ میں زمین کے نچلی تہوں کی عام تحقیقات اور پیمائش کا کام شروع کیا ہے۔

متوسط قیمتوں کے پتھر

یاقوت جبری، عقیق، ابیض، دودھیا پتھر، سنگ سلیمانی، یشب، مرجانی رنگوں کے بعض پتھر، حجر السلب، اخضر، عقیق اور متوسط قیمتوں کے بعض دوسرے پتھر لوزی شکل کے پتھروں کی صورت میں زینہ نما ساخت کی چٹانوں کے رخنوں پر دور دور تک بکھرے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ جو نالے اور ندیاں ان زینہ نما ساخت کی چٹانوں کے علاقوں میں بہتی ہیں وہ نگینہ سازی کی صنعت کے لئے پتھر فراہم کرنے کے اچھے ذریعے ہیں۔ چقماق نما بلور اور اس قسم کے پتھروں کی دوسری قسمیں ضلع گلبرگہ میں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ ان کے رنگ بڑے دلکش ہوتے ہیں اور یہ نگینہ سازی کی صنعت اور آرائشی برتنوں میں استعمال کے لئے نہایت بہتر ثابت ہوں گے۔ تعلقہ شوراپور میں مقام تیرتھ اور گوگی کے درمیان بہیما ندی کے علاقہ کی چونے کی چٹانوں میں زرد، ہلکے گلابی اور دوسرے رنگوں کے چقماق نما بلوری پتھروں کی بڑی بڑی تہیں موجود ہیں۔ چقماق نما بلوری پتھر تعلقہ شوراپور میں مقام [illegible] اور بال بہادری کے درمیان بھی پائے جاتے ہیں ایسی نشیبی سطحوں پر جہاں زینہ نما چٹانیں بھی ہوں۔ پائے جانے والے چقماق نما بلوری پتھر تعلقہ گلبرگہ میں مقام مرگنڈے اور باواٹ ساگر کے درمیان پائے گئے ہیں۔ ایسے ہی پتھر تعلقہ گلبرگہ میں مقام شاہ آباد سے مغرب کی سمت وادی کٹنی، ملوانچی خرد، سیوا [illegible] ڈنا پہاڑ اور انجنا نگو میں، تعلقہ یادگیر میں گرمٹکل کی سطح مرتفع پر، رائچور اور مہبوب نگر کے درمیان تعلقہ کوڑنگل میں، تعلقہ چنچولی کے کاکنی، گنڈالی، سلیپٹ، پچی، اینڈلائی، دستاپور اور یاقوت پور کے گاؤں کے علاقہ میں اور وقار آباد اور پرگی کے قریب زینہ نما چٹانوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔

عقیق، عقیق ابیض، حجر السلب، اخضر، دودھیا پتھر، سنگ سلیمانی اور عقیق کی قسموں کے سنگ ریزے بیرور بزرگ اور فیروزآباد کے درمیان پائے جاتے ہیں۔ گرے نائٹ پتھر کے رخنوں میں سنگ مردہ کی دراڑوں کے اندر بعض مرتبہ یاقوت جبری کی قسم بھی پائی جاتی ہے۔ یہ پتھر تعلقہ بلاپنڈ کی ضلع نظام آباد میں مقام پدا گوڑا، ام لور اور پوچا پلی کے قریب کلموں کے مجموعوں کی شکل میں بھی ملتے ہیں۔ بھونگیر سے بھی بعض اچھے نمونے جمع کئے گئے ہیں۔ یہ تو عرصے سے معلوم ہے کہ سرخ اور بنفشی رنگ کے یاقوت کی وہ نیم شفاف اور شفاف قسمیں جو تعلقہ مدیرا میں مقام [illegible] قریب چیکہ کے رقبے میں پائی جاتی ہیں وہ نگینہ کے ساتھ کیا نائٹ کے لانبے گٹکی نما قلم بھی پائے جاتے ہیں۔

سونا

ریاست حیدرآباد میں سونے کی کان کنی کی جدید تاریخ سنہ ۱۸۸۵ء سے شروع ہوتی ہے۔ جب حیدرآباد (دکن) کمپنی نے جو ممالک محروسہ سرکار عالی کے معدنی وسائل و ذرائع کی تحقیق و تفتیش کرنے اور ان سے کام لینے کے لئے قائم ہوئی تھی، سونے کی شدید تلاش و جستجو کی۔ اس کمپنی کے تحقیقی اور تجرباتی کام سنہ ۱۸۸۷ء سے ۱۸۹۹ء یعنی بارہ سال کے عرصہ تک جاری رہے جس کے نتیجے کے طور پر ضلع رائچور میں مقام ہٹی، وندلی، سکی، پچل دوڈی اور پرستی پر اور ضلع گلبرگہ کے تعلقہ شوراپور میں مقام منگلور کے علاقہ پر مختلف جگہ سونے کی قدیم کانوں کی کے تین سو سے زیادہ کانوں کا پتہ چلا۔ ان میں کئی مقامات پر کانوں کی جانب توجہ کی گئی لیکن صرف چند کو کھودا جا سکا۔ اس کے بعد حیدرآباد (دکن) کمپنی نے

بقیہ سلسلہ صفحہ ۹

گاندھی جی حکومت سے مفاہمت کی طرف مائل ہیں

گزشتہ چند ہفتوں میں ہندوستان کی سیاسی دنیا میں چند تغیرات سرعت کے ساتھ رونما ہوئے۔ اگرچہ مسٹر گاندھی کامل طور پر صحت یاب نہیں ہوئے لیکن وہ خاموش نہیں رہے۔ اپنی نظربندی کے زمانہ میں انھوں نے جو مراسلت کی اور جس کو حکومت ہند نے شائع کر دیا ہے اس سے تقاضا کچھ ممانعت ہوتی ہے۔ یہ تبدل صورت حال سیاسی اقدام کے لئے نقطۂ آغاز کا کام دے سکتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کو جنبش نہیں ہوئی مگر مسٹر گاندھی خاموش نہیں رہیں۔ مسلسل اطلاعات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر گاندھی نے وائسرائے کو ایک خط لکھا ہے جس میں ترکوں سے انھوں نے ملنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ باخبر حلقوں سے اس موضوع پر کوئی مستند اطلاع نہیں ملی مگر اس میں شبہ نہیں کہ مسٹر گاندھی لارڈ ویول سے مراسلت کر رہے ہیں جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ اپنی خرابی صحت کے باوجود معاملات کو اُن کی حالت پر چھوڑ دینا نہیں چاہتے۔

مفاہمت پر آمادگی

مسٹر گاندھی کا اس طرح کوئی قدم اٹھانا قطعی حیرت انگیز نہیں۔ مطبوعہ مراسلت سے ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی یہ محسوس کر سکتا ہے کہ مسٹر گاندھی ایک باعزت مفاہمت کے لئے آمادہ ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مسٹر گاندھی نے اپنے آخری مکتوب میں جو وائسرائے کو موصوف کا تھا (۹ مارچ) اس بات کو واضح کیا ہے کہ وہ حکومت کے نقطۂ نظر اور پالیسی میں تبدیلی ہونے تک نظربند رہنے آمادہ ہیں۔ لیکن یہ خط رہائی سے پہلے لکھا گیا تھا اس کے علاوہ گاندھی جی کا یہ رجحان مایوسی کا نتیجہ تھا۔ وہ محسوس کر رہے تھے کہ حکومت ان کے نقطۂ نظر کو قبول کرنا نہیں چاہتی۔ لیکن رہائی کے بعد یہ فطری امر ہے کہ مسٹر گاندھی اپنے اس نقطۂ نظر کو آگے بڑھائیں جو ان کے خطوط میں ظاہر کیا گیا ہے۔

اس مراسلت کے مختلف فیہ نقاط اور الزامات جوابی الزامات اور ان کی تردید کو تھوڑی دیر کے لئے نظرانداز کر دیا جائے تو آسانی سے یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ مسٹر گاندھی نے اس سیاسی جمود کے حل کے لئے اپنی حد تک زمین تیار کر دی ہے۔ قرارداد اگست کو باضابطہ طور پر واپس لینے کی نسبت اگرچہ انھوں نے کچھ نہیں کہا لیکن انھوں نے ہر طرح یہ ظاہر کر دیا ہے کہ وہ سمجھوتے کے لئے تیار ہیں۔

ہندوستان چھوڑ دو کا مفہوم

مثلاً انھوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہندوستان چھوڑ دو کے مطالبہ سے ان کا وہ مطلب نہیں تھا جو حکومت سمجھتی ہے۔ اسی طرح انھوں نے اس امر کی تردید کی ہے کہ وہ محوری طاقتوں سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ اس نقطہ پر لارڈ ویول بھی مسٹر گاندھی سے متفق ہیں۔ اس ادعا کے علاوہ کہ قرارداد اگست کے نتیجے کے طور پر جو کوئی پرتشدد تحریک شروع کرانا نہیں چاہتے تھے مسٹر گاندھی اپنے خطوط میں بالواسطہ طور پر یقین دلا رہے ہیں کہ وہ عدم تعاون یا سول نافرمانی کی اصطلاحات نہیں چاہتے۔ مسٹر گاندھی کے الفاظ بھی ذہن نشین رکھنے کے قابل ہیں کہ مجلس عاملہ کے ارکان سے میری گفتگو حکومت کے نقطۂ نظر سے اہم ہو سکتی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنے کے مجاز ہیں کہ اگر مسٹر گاندھی کو مشورہ کرنے کی سہولت بہم پہنچائی جائے تو مسٹر گاندھی اس چیز کو عمل میں لانے کی کوشش کریں گے جو حکومت چاہتی ہے۔ اس کے علاوہ مسٹر گاندھی نے ارباب متعدد کو یقین دلایا ہے کہ باہمی اعتماد اور اشتراک عمل کی بنیاد پر کانگریس نازیت وغیرہ کے خلاف لڑنے تیار ہے۔

ایک معمہ

ان جذبات کی موجودگی میں اکثر لوگوں کو حیرت ہے کہ مسٹر گاندھی نے لارڈ ویول کو یہ کیوں لکھا کہ کانگریس سے متعلق حکومت کی روش میں جب تک تبدیلی نہ ہو وہ نظربند رہنے آمادہ ہیں۔ اس معمہ کا جواب یہ ہے کہ اپنی دوستی کا یقین دلانے اور باعزت اشتراک عمل پر آمادگی کا اظہار کرنے کے باوجود اگر حکومت پھر بھی کانگریس پر اعتماد نہ کرے اور اس کے ساتھ مخالفانہ برتاؤ کرے تو ایسی صورت میں مسٹر گاندھی بے بس ہیں۔

جن لوگوں نے مسٹر گاندھی کی مایوسانہ جذبات کی روشنی میں اس مراسلت پر نظر ڈالی ان کا خیال ہے کہ اس مراسلت سے کسی اقدام کا امکان نظر نہیں آتا۔ اس خیال کو تقویت اس امر سے پہنچتی ہے کہ مسٹر گاندھی کی رہائی محض صحت کی بنا پر ہوئی تھی۔ یہ امر ممکن نہیں ہے کہ اگر مسٹر گاندھی کے رہائی کے ذریعہ کچھ سیاسی نتائج برآمد ہوں تو مسٹر گاندھی پھر قید میں بھیجے جائیں یا نظربند ہو جائیں کیونکہ ایک بار صحت یاب ہونے کے بعد مسٹر گاندھی سیاسی جمود کو ایک لمحہ کے لئے برداشت نہیں کریں گے۔ جب انھوں نے قصر آغاخاں میں ۲۱ روزہ درگوشہ ہونے پر احتجاج کیا تھا تو اب صحت یاب ہونے کے بعد وہ بے عمل رہنا گوارا نہیں کریں گے۔ وہ بے بسی کی حالت کو برداشت نہیں کریں گے۔

بالآخر کیا ہوگا اس پر فی الوقت غور کرنے کی ضرورت نہیں۔ مسٹر گاندھی اس قسم کے آدمی نہیں کہ ناکامی کو خاموشی سے برداشت کر لیں اور اس کا انتظار کریں کہ حکومت انہیں قید کر دے۔ اس اثنا میں وہ سیاسی سمجھوتے کی حتی المقدور کوشش کریں گے۔ ان کی نیت کے ان رجحانات کو پیش نظر رکھ کر جب اس امر پر غور

کیا جاتا ہے کہ مسٹر گاندھی وائسرائے سے مراسلت کر رہے ہیں تو یہ خبر بے بنیاد نہیں معلوم ہوتی ان کی عادت ہے کہ اپنی روش کو واضح کرنے کے بعد وہ اپنے مقابل کو دعوت دیتے ہیں کہ جو بات وہ صحیح سمجھتا ہے اس پر عمل کرے۔ اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر گاندھی نے رہائی کے بعد وائسرائے کو ایک خط لکھا جس کا جواب اب تک شاید وصول نہیں ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ایک مختصر سا خط ہے جس میں تین نقاط پر زور دیا گیا ہے۔

تین نقاط

اولاً اس خط میں اس مراسلت کو شائع کرنے کی اجازت چاہی گئی ہے جو ۹ اگست سنہ ۱۹۴۲ء سے مئی سنہ ۱۹۴۴ء کے مابین مسٹر گاندھی اور وائسرائے کے مابین ہوئی ہے۔ اس مراسلت کے سیاسی حصہ کو شائع کر کے حکومت نے اس استدعا کی تکمیل کر دی ہے۔

ثانیاً اس خط میں مسٹر گاندھی نے اس استدعا کو دہرایا ہے کہ انہیں کانگریس کی مجلس عاملہ کے ارکان سے جو اس وقت احمد نگر میں نظربند ہیں ملنے دیا جائے۔ کہا جاتا ہے کہ مسٹر گاندھی نے یہ استدلال کیا ہے کہ ملک کی سیاسی و معاشی صورت حال یہ تقاضا کرتی ہے کہ کوئی فوری اور موثر اقدام کیا جائے اور اس کام میں کانگریس ہاتھ نہیں بٹا سکتی تاوقتیکہ اس کے لیڈروں کو باہمی مشورے سے صورت حال پر غور کرنے کا موقع نہ دیا جائے۔ دوسرے الفاظ میں مسٹر گاندھی نے وائسرائے کو یہ یقین دلایا ہے کہ جب تک انہیں اپنے رفقاء کار سے ملنے کی اجازت نہ دی جائے کوئی مفید اقدام نہیں ہو سکتا۔

تیسرا نقطہ اس خط میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر لارڈ ویول مندرجہ بالا استدعا کے منظور کرنے میں کوئی پس و پیش یا دشواری ہے تو مسٹر گاندھی مسٹر جناح سے ملنے تیار ہیں۔ شخصی طور پر گفتگو کر کے مسٹر جناح کو مطمئن کریں گے کہ ان کی تجویز حق بجانب ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وائسرائے کا رد عمل کیا ہوتا ہے (حالیہ اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ گاندھی جی کو وائسرائے کا جواب آگیا ہے جو امید افزا نہیں ہے۔ اور گاندھی جی اپنا کوئی بیان شائع کریں گے)

(بسکریہ السٹریٹڈ ویکلی آف انڈیا)

ہندوستان کا دستوری مسئلہ

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱)

کہ مسلمان اس کے خلاف تھے اور ہندوستان کے باشندے بہ حیثیت مجموعی اشتراک عمل نہیں کر رہے۔ مسٹر گاندھی کو پھر ایک بار کوشش کرنی چاہئے پہل کون کرے؟ لارڈ ویول، مسٹر گاندھی، مسٹر جناح یا غیر جماعتی قائدین یا تینوں کو؟ زمانہ کے مد نظر ایک عارضی سمجھوتہ ناگزیر ہے۔

(السٹریٹڈ ویکلی آف انڈیا)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

فیڈریشن آف انڈین چیمبرس جیمبر کا ایک جلسہ بمبئی میں ہوا اور برلا کی تحریک گاندھی جی سے ملے اس جلسے نے گاندھی جی کی رہائی پر لارڈ ویول کا شکریہ ادا کیا اور درخواست کی کہ دوسرے کانگریسی لیڈر بھی رہا کر دئے جائیں اور قومی حکومت کی بنیاد پر سمجھوتہ کر لیا جائے۔ کچھ لوگوں کو خیال تھا کہ گاندھی جناح ملاقات کی بھی اپیل کی جائے لیکن بعض لوگوں نے اس کی مخالفت کی۔ ہندوستانی سرمایہ دار بھی قومی مطالبے کی حمایت کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جناح کے مقابلہ میں ویول کو زیادہ آسانی سے راضی کیا جاسکتا ہے۔ انہیں اپنے برادران وطن سے زیادہ بیرونی حکمرانوں پر اعتماد ہے۔

(پی۔ سی۔ جوشی)

وائسرائے نے گاندھی جی سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا۔ (ایک خبر)

اب ہمیں یقین آ رہا ہے کہ دوسرے محاذ پر اتحادیوں کا دباؤ واقعی بڑھتا جا رہا ہے۔

اشتراکی جماعت کو اصرار ہے کہ کانگریس اور مسلم لیگ ایک دوسرے سے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔

ہماری اطلاع یہ ہے کہ گاندھی جی پنچ گنی میں اور مسٹر جناح سری نگر میں۔

سیٹھ والچند ہیراچند اور سیٹھ گنشیام داس برلا نے طے کیا ہے کہ وہ موٹر سازی کے دو علحدہ کارخانے قائم کریں گے۔

یہ خبر سن کر ہمارے ایک دوست نے کہا کہ اگر یہ دونوں سیٹھ صاحبان ایک ہی کارخانہ قائم کرتے تو باہمی مسابقت کی مصیبت سے کم از کم یہ صنعت آزاد رہتی۔ اس کے جواب میں ہم نے کہا کہ دو کارخانوں کے بغیر سامراج نہیں چل سکتی کیونکہ مشینری برطانیہ سے بھی آئے گی اور امریکہ سے بھی اور یہی حال ماہرین کا بھی ہوگا۔ اگر یہ دونوں ملک ہندوستان کی آئندہ اقتصادی حکمت عملی سے متعلق کوئی باہمی سمجھوتہ کر لیں تو مشترکہ کارخانے قائم ہو سکیں گے۔ فی الحال ہر صنعت کے لئے دو علحدہ کارخانے ضروری ہیں۔

امریکی سرمایہ موٹر سازی کی صنعت کے علاوہ فلم سازی کی صنعت میں بھی بڑی آسانی سے حاصل کیا جاسکے گا۔ اگر اجنٹا مووی ٹون اور ایلورہ فلم کارپوریشن کے نام سے حیدرآباد میں دو فلم ساز کمپنیاں قائم کر دی جائیں تو سرمایہ کی فراہمی اور مشینری کی دستیابی میں کوئی دقت نہ ہوگی کیونکہ یہ دونوں نام ہند سے باہر بھی مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔

سیٹھ پنالال پتی اور سیٹھ بنکٹ لال بدرکا یا ان دونوں کی جانب سے سیٹھ لکشمی داس گنیریوال جلد پیش قدمی فرمائیں ورنہ اندیشہ ہے کہ خان بہادر احمد نواز جنگ اس خیال کو لے اڑیں گے۔

"جامعہ عثمانیہ میں آئینی و انتظامی تغیرات" کے عنوان کے تحت "ترجمان ملت" نے تحریر کیا ہے کہ:-

"اگر آئندہ کے لئے طلبہ اور ارباب انتظام میں خوشگوار تعلقات قائم کرنے ہیں تو سب سے پہلے نئے امیر جامعہ کو اس خلیج کا پورا خون تدبر کی پچکاری سے لے کر پھر طلبہ کے بدن میں منتقل کرنا پڑے گا۔"

کچھ سمجھا آپ نے کہ "ترجمان ملت" کیا کہنے کی کوشش کر رہا ہے؟ ہمیں تو اپنی فہم کی نارسائی کا اعتراف ہے۔

ہمارے ایک دوست کو یہ شکایت ہے کہ:-

حیدرآباد میں ایک جو سینما تعمیر ہو رہا ہے، یہ مقام دواخانہ عثمانیہ کے نرس کوارٹرس کے عقب میں اور مسجد افضل گنج و مسجد مختار گنج کے درمیان واقع ہے۔

جس کسی نے بھی اس مقام کا انتخاب کیا ہے ہم اس کی دوراندیشی کے قائل ہیں۔ ہمیں باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس سینما میں ایسے فلم دکھائے جائیں گے جن کے دیکھنے سے بیمار صحت یاب ہو جائیں گے، ڈاکٹروں اور نرسوں کی معلومات میں اضافہ ہوگا اور مسجد کے مصلیان کا زہد و تقویٰ بڑھ جائے گا۔

محکمہ بلدیہ کو چاہئے کہ معائنہ ہوئے کے بغیر اس سینما کی تعمیر کی اجازت دیدے۔

ملکی وہی ہے جو اپنے وطن کی سرزمین سے غلہ اگائے، خود بھی کھائے اور اپنے وطنی بھائیوں کو بھی کھلائے۔

(ایک اعلان)

اور غیر ملکی وہ ہے جو وطنی بھائیوں کا منہ مار کر غلہ برآمد کرے، خوب منافع کمائے اور محصول زائد منافع ادا کرنے سے گریز کرے۔

بارہ بھائی کی کھیتی

سنتے ہیں کہ افضل گنج کے پل کا ایک حصہ ڈرینیج کے علاقہ کا، ایک تعمیرات، ایک آرائش بلدہ، ایک آبرسانی اور ایک بلدیہ کا ہے۔ چنانچہ آج تک سارے پل کی وقت واحد میں مرمت ہوتی ہوئی نہیں دکھائی دی۔ جو حشر بارہ بھائی کی کھیتی کا ہوتا ہے وہی اس پل کا ہو رہا ہے۔

رکشاران کثرت سے سینہ و شکم کے امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں اور حکیم نارائن داس صاحب سابق رکن بلدیہ ان رکشارانوں کا مفت علاج کرنے کے لئے ایک بڑے پیمانہ پر دواخانہ کھول رہے ہیں۔ (ایک خبر)

ہم سابق رکن بلدیہ کے احساس فرض شناسی کی داد دیتے ہیں۔ انہی کی تو پیروی اور کاوش کی وجہ سے حیدرآباد میں رکشا کو رواج دیا گیا۔

کانگریس، لیگ، مسلم مجلس، سیاسی تعطل، پاکستان، خود مختار وفاقی وحدتیں، تقسیم ہند اور اسی قسم کے سیاسی مسائل کے متعلق کمیونسٹ پارٹی کا نقطہ نظر ایک معمہ ہے۔ (پیام)

برطانوی ہند کی کمیونسٹ پارٹی کا نقطہ نظر شاید ایک معمہ ہو لیکن حیدرآباد کی کمیونسٹ پارٹی کی روش بالکل صاف ہے، یعنے زمینداروں اور پٹے داروں کو حسب حال برقرار رکھنا، سرمایہ داروں سے متصادم نہ ہونا وغیرہ وغیرہ چنانچہ آج شہر کے بعض سرمایہ داروں کو ہم نے گاتے سنا ہے

کب ڈرا سکتے ہیں ہم کو اشتراکی کوچہ گرد

حیدرآباد کے کانگریسیوں کے ایک غیر رسمی جلسہ میں طے پایا کہ سرکاری غذائی اداروں سے کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔

(روزنامہ رہنما)

کیونکہ ذخیرہ اندوزوں اور نفع اندوزوں سے ان کے تعلقات قائم ہیں۔

سفید روس میں سرخ فوج کا سیلاب

سرخ فوج کا نیا گرانی حملہ دائی سوویل پہلے ہوچکے ہیں شروع ہو گیا اور اس کمن گرج اور برق رفتاری سے روسی سپاہیوں نے دو دن کے اندر ہی مغربی روس کے تین اہم مقامات وٹے بیک اور شا اور ژوبین پر سرخ جھنڈے لہرا دئے۔

حملہ کرنے والی فوجوں میں سب سے پہلی فوج جنرل بگرامیان کی پہلی بالٹک فوج اور جنرل برنیاکوسکی کی تیسری مغربی روسی (سفید روسی) فوج تھی۔ توپوں اور ٹینکوں اور ہوائی جہازوں کی بہت بڑی تعداد کے ساتھ انھوں نے وٹے بیک کے اطراف دو دن میں زبردست دھاوا کیا۔ وٹے بیک سفید روس میں جنوں کا سب سے مضبوط قلعہ تھا۔ اس جگہ سے نازی کمانڈر بالٹک کے مورچے اور سفید روس کے مورچے دونوں کی دیکھ بھال کرتے تھے سنہ ۱۹۴۳ء کے موسم گرما میں نازیوں نے اس قلعے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا اور اس علاقے کی خوب مورچہ بندی کی تھی لیکن یہ ساری مورچہ بندیاں دو دن میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں سوویت یونین کی دونوں فوجوں نے وٹے بیک سے پیچھے کی طرف بڑھ کر وٹے بیک کو آغوش میں لے لیا۔ اس طرح پانچ نازی ڈویژن گھر گئے۔ تازہ ترین خبر یہ ہے کہ انھوں نے اطراف میل کے مورچے پر دھاوا کیا ہے دونیاکو مجبور کر لیا ہے اور چالیس میل آگے بڑھ گئی ہیں۔ ۲۵ جون کو وٹے بیک کو نازیوں سے آزاد کرا لیا گیا۔

ایک دن بعد دوسری سفید روسی فوج کے جنرل زخاروف اور پہلی سفید روسی فوج کے مشہور جنرل راکوسوسکی کی فوج ژوبین کو آزاد کرانے کے بعد بابروئسک کی طرف بڑھی ہے جنرل زخاروف کی فوج اور شا پر لال جھنڈا نصب کرنے کے بعد ایک سیلاب کے مانند منسک کی طرف بڑھ رہی ہے اور اگلیمنٹ بھی ان کی زد میں ہے۔ سوویت فوجوں کا فوری مقصد تو ظاہر ہے کہ منسک ہی ہے جو سفید روسی جمہوریت کی دارالسلطنت اور بہت ہی اہم ریلوے جنکشن ہے منسک کو آزاد کرانے سے لتھوانیہ اور پولینڈ کی آزادی کی راہیں کھل جائیں گی۔ لیکن یہ محض فوری مقصد ہے۔ یہ محض پہلا جز ہو رہا ہے اصل مقصد تو مشرقی محاذ پر نازیوں کا مکمل طور پر قلع قمع کرنا ہے۔ سفید روس کا اقدام تو ابھی اس کی ابتدا ہے۔

فن لینڈ کے محاذ پر وائبرگ کی آزادی نے دوسرے مورچوں پر بھی سرخ فوج کے لئے راستہ صاف کر دیا چنانچہ ان روسی فوجوں نے جو جھیل لدوگا اور جھیل اونیگا کے درمیان مرمانسک ریلوے سرے کا مورچہ سنبھالے ہوئے تھیں نازی فوجوں پر حملہ کر دیا۔ اسی کے ساتھ جھیل اونیگا کے شمالی ساحل پر بھی حملہ کیا گیا۔ اور میدویژےگورسک مقام پر قبضہ کر لیا گیا۔ اب شمالی فوج مرمانسک ریلوے سے جنوب کی طرف بڑھ رہی ہے اور نازی سرحد پاؤں رکھ کر بھاگ رہے ہیں۔ وائبرگ سے آگے سرخ فوجیں برابر بڑھ رہی ہیں۔ ایک دستہ جھیل سنگی کی روڈ پر جنوب مغرب میں بڑھ رہا ہے اور دوسرا دستہ شمال مشرق میں بڑھ رہا ہے ان چار سمتوں میں بڑھنے سے سرخ فوج کا پہلا مقصد جھیل سنگی کو آزاد کرانا ہے۔ اور دوسرا مقصد جھیل لدوگا اور جھیل اونیگا کے درمیان میں رہنے والی نئی فوجوں کو گھیر کر تباہ کر دینا ہے۔

روس فنی صلح کی افواہیں برابر سننے میں آ رہی ہیں۔ لیکن یہ حقیقت روز بروز زیادہ واضح ہوتی جاتی ہے کہ جب تک فن لینڈ کے موجودہ فاشسٹ حکمراں ہٹا نہ دئے جائیں صلح اور سمجھوتہ ناممکن ہے۔

نظام آباد میں ۱۳۵۳ ف کے دوران میں

انسداد ملیریا کے سلسلہ میں جو کام انجام پائے

ضلع نظام آباد سے مرض ملیریا کو دفع کرنے کے لئے ماہ اردی بہشت ۱۳۵۱ ف میں ایک مہم شروع کی گئی تھی۔ اس مہم کے تحت سارا ضلع آٹھ حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ اور ہر حصہ کے لئے ایک طبی عہدہ دار اور امدادی عملہ کا تقرر ہوا۔ ۱۳۵۲ ف میں انسداد ملیریا سے متعلق تدابیر قصبوں ایک سو بیس گاؤں اور چند دیگر آبادیوں میں عمل میں لائی گئیں جن کی کل آبادی (۱۴۳۳۴۸) تھی اس کے ماسوا ۰۰ مواضعات میں موقتی ضروریات کے دواؤں کے بکس فراہم کرنے کے لئے جو پولیس پٹیلوں کے پاس رکھے گئے ہیں۔

حلقہ داری طبی عہدہ دار اور ان کا عملہ ہفتہ میں ایک بار مواضعات کا دورہ کرتے ہیں اور حسب ضرورت دواؤں کی فراہمی کا پورا خیال رکھتے ہیں دوائیں فراہم کرنے کا یہ طریقہ بہت کامیاب ہوا۔ اور مواضعات کے باشندے ان سے زیادہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس انتظام کے تحت لاکھوں ہزار سے زائد مریضوں کا علاج کیا گیا۔

ملیریا کا انسداد کرنے کے لئے جو تدبیریں اختیار کی گئی ہیں ان کے مفید اور کامیاب ہونے کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے اس ماہ کے آغاز ہونے کے اٹھارہ ماہ کے اندر سات حلقوں میں مریضوں کی تعداد میں (۳۱ء۳) فی صد کی ہو گئی۔ جراثیمی شرح میں بھی نمایاں کمی ہوئی ہے مثلاً آٹھ حلقوں میں سے ایک حلقہ میں یہ شرح ۱۳۵۱ ف میں (۹ء۷۵) فیصد تھی۔ لیکن ۱۳۵۲ ف میں (۶ء۲۴) فی صد رہ گئی۔ اس طرح تقریباً تمام حلقوں میں طحالی شرح میں بھی نمایاں کمی ہوئی۔

مہم انسداد ملیریا کے اخراجات کی پابجائی مشترکہ طور پر محکمہ حکمت عامہ اور طبی ترقیات نظام ساگر کی جانب سے ہوتی ہے مجموعی رقم تقریباً ۴۰,۰۰۰ روپے ہے شوگر فیکٹری اور ہوستان ڈونکنڈہ بھی اس اسکیم کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں ان دونوں نے علی الترتیب پانچ ہزار اور ایک ہزار روپے اس مہم کے سلسلے میں دئیے۔

ہندوستان کو دوسرے قحط سے بچایا جائے

ممتاز قائدین اور کارخانہ داروں کا بیان

ہندوستان کے (۲۷) ممتاز سیاسی قائدین اور کارخانہ داروں نے ایک مشترکہ بیان جاری کیا ہے جس میں برطانوی پارلیمنٹ، اہل برطانیہ اور متحدہ اقوام کی توجہ ہندوستان کی غذائی صورت حال کی طرف مبذول کرائی گئی ہے اور ان سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ اجناس خوردنی کی پالیسی کی کمیٹی نے جو سفارشات کی ہیں ان کو بروقت روبعمل لایا جائے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ بنگال کے المناک حادثے کے چونکہ ہندوستان کی صورت حال سے متعلق برطانوی پبلک نے گزشتہ سال یہ پوچھا تھا کہ بنگال کے قحط اور غذائی پالیسی کی خرابی کی ذمہ داری کس پر ہے؟ کوئی شخص اس امر سے مطمئن نہیں ہو سکتا کہ وزیر ہند نے جو چالیس کروڑ انسانوں کی قسمتوں پر اثر انداز ہونے والے تمام اہم فیصلوں کے ذمہ دار ہیں اپنی ذمہ داری حکومت ہند کے سر تھوپ دی اور حکومت ہند نے بعض صوبہ واری حکومتوں کو ذمہ دار قرار دے کر صورت حال پر قابو پانے سے اپنی بے بسی کا اظہار کیا۔

ہندوستان اور برطانیہ کے ارباب مقتدرہ ہندوستان کے غذائی مسئلے کی ابتدائی منزلوں میں اچھی طرح نپٹ نہ سکے۔ آزمائش اور غلطی کے اصول کے تحت جس میں بنگال کی بڑی جانیں تلف ہوئیں حکومت ہند اب اس کل ہند غذائی پالیسی کو روبعمل لانے کی کوشش کر رہی ہے جو غذائی پالیسی کی کمیٹی کی سفارشات پر مبنی ہے۔ اس کمیٹی کی سب سے اہم سفارش یہ ہے کہ درآمدات کے ذریعہ غذائی اجناس کا ایک مرکزی ذخیرہ کیا جائے۔ حکومت ہند نے ان سفارشات کو فوراً قبول کر لیا تھا لیکن اب تک درآمدات کے انتظامات کمیٹی کی سفارش کے مطابق نہیں ہوئے۔

ہندوستان کی غذائی صورت حال ابھی تک تشویشناک ہے۔ خسارہ والے علاقوں میں ابھی شدید قلت پائی جاتی ہے۔ قیمت اجناس کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہوئی فوجی سرگرمیاں اور گیہوں کی فصل کی غیر امید افزا حالت آئندہ مہینوں میں ملک کے مستقبل کو تاریک ظاہر کرتی ہے۔ اگر بارش کافی نہ ہوئی تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ مدراس میں اضلاع رام ناڈ اور ٹیپاراز بمبئی کے متعلقات بلکہ سارے دکن کو دوبارہ قحط سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس کا اثر سارے ملک پر پڑے گا۔ ہندوستان کی پبلک نے حکومت کو بارہا متوجہ کیا ہے کہ باہر سے بڑے پیمانے پر گیہوں درآمد کئے جائیں تاکہ حیثیت کا اعادہ نہ ہو۔

مرکزی حکومت کے ترجمان نے مرکزی مقننہ میں جو یقین دلایا تھا اس کے مدنظر درآمدات کے کسی پروگرام کو روبعمل نہ لانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کی ذمہ داری دہلی پر نہیں بلکہ وائٹ ہال پر ہے۔ یورپ یا دوسرے محاذ کی فوری ضروریات کو تسلیم کرتے ہوئے ہندوستان کے چالیس کروڑ انسانوں کے مفاد میں ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ برطانوی پارلیمنٹ، برطانوی پبلک اور اقوام متحدہ کی توجہ اس صورت حال کی طرف مبذول کرائیں اور ان سے یہ مطالبہ کریں کہ وہ ذمہ داران متعلقہ کو غذائی پالیسی کی کمیٹی کی سفارشات پر عمل کرنے کے لئے آمادہ کریں۔ ہم خلوص دل سے امید اور دعا کرتے ہیں کہ ہندوستان دوسرے قحط سے محفوظ رہے۔ اگر گزشتہ سال کے حالات عود کر آئیں تو اس کی ذمہ داری لندن کے ارباب مقتدرہ پر ہوگی۔

اس بیان پر حسب ذیل اصحاب کے دستخط ثبت ہیں۔

مسٹر فرانک انتھونی، ڈاکٹر ارونڈیل، مسٹر جی۔ ڈی برلا۔ مسٹر سلطان چینائی، مسٹر پی۔ ڈی اس۔ مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی، رائٹ آنریبل مسٹر جیاکر، مسٹر این۔ ایم۔ جوشی، مسٹر کاؤس جی جہانگیر، مسٹر این۔ سی۔ کیلکر، آنریبل پنڈت ایچ۔ این۔ کنزرو، مسٹر کستور بھائی لال بھائی، مسٹر حسین بھائی لال جی، مسٹر [illegible] مسانی، مسٹر جمناداس مہتا، سر ہومی مودی، مسٹر کے۔ ایم۔ منشی، کمار راجہ سر متیا چتیار، مسٹر کے۔ سی۔ نیوگی، سر ایس۔ رادھا کرشنن، ڈاکٹر بی۔ سی۔ رائے، رائٹ آنریبل سر تیج بہادر سپرو، مسٹر [illegible] رنجن سرکار، رائٹ آنریبل سر سرینواس شاستری، سر چمن لال سیتلواڈ، سر سری رام، سر پرشوتم داس ٹھاکر داس۔

ہندوستان کی غذائی صورت حال

رکن اغذیہ حکومت ہند کا بیان

نئی دہلی۔ ۳ر جولائی۔ سر جوالا پرشاد سری واستو رکن اغذیہ حکومت ہند نے مندرجہ ذیل بیان دیا ہے۔

"وہ تمام حضرات جن کو اس ملک کے غذائی مسئلہ سے دلچسپی ہے اس اعلان کا خیر مقدم کریں گے کہ ہندوستان کو ۳ لاکھ ٹن اجناس خوراک کے علاوہ جو اب تک روانہ کی گئی ہیں۔ ماہ اکتوبر ۱۹۴۴ء تک مزید (۴) لاکھ ٹن اجناس خوراک وصول ہو جائیں گی۔ یورپ کی جنگی صورت حال کے نتیجے کے طور پر جہازوں کی دشواریوں کے پیش نظر یہ ہندوستان کی ضروریات کے لئے کوئی معمولی امداد نہیں ہے۔ ملک معظم کی حکومت نے قطعی وعدہ کیا ہے کہ اگست اور پھر ستمبر میں صورت حال کا جائزہ لے گی اور مجھے پوری امید ہے کہ ملک معظم کی حکومت قابل لحاظ درآمدات روانہ کیا کرے گی۔ ان درآمدات کی وجہ سے ان قیمتوں پر بہت ہی اچھا اثر مرتب ہوگا جو اس وقت ملک میں پائی جاتی ہیں کیونکہ یہ توقع ہے کہ اجناس خوراک کی درآمد شدہ قیمتیں ان قانونی بشرح قیمتوں سے کافی حد تک کم ہوں گی جو گیہوں کے متعلق پنجاب اور دیگر مقامات میں کی گئی ہیں۔ اگرچہ محکمہ اغذیہ نے ان درآمدات کے حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ لیکن یہ فرض کرنا چاہئے کہ صوبائی حکومتیں مرکزی حکومت کے عام ہدایات کے تحت ملک میں قابل دستیاب رسدات کے حصول میں اپنی بہترین کوشش نہیں کریں گی۔ کسی شخص کو اس امید میں اجناس خوراک کے روکنے کی اجازت نہ ہوگی کہ بعد میں نفع کمائے۔ اب تک ہماری یہ پالیسی نہیں رہی ہے کہ پیدا کنندوں کے ذخائر ضبط کریں لیکن محکمہ اغذیہ صورت حال کی نگرانی کر رہا ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ یہ ضرورت قرار نہ پائے گی کہ پیدا کنندوں کے ذخائر ضبط کریں۔ ہندوستان کے شہروں میں راشن بندی کی توسیع سے یہ اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے کہ حصول اجناس کی کارروائی کا موثر عمل سے بموجب جاری رہے۔"

مقررہ راشن سے زیادہ غلہ کسی تقریب کے لئے فراہم نہیں کیا جائے گا۔

محکمہ ہذا میں آئے دن شادی بیاہ عرس جاترا اور اسی قسم کے دیگر تقاریب کے لئے غلہ فراہم کئے جانے کی درخواستیں پیش ہو رہی ہیں۔ یہ مسئلہ کہ آیا ایسی درخواستوں پر لحاظ کیا جائے یا نہیں گزشتہ چند ہفتوں محکمہ ہذا کے زیر غور رہا اور اس خصوص میں ریاستی غذائی مجلس مشاورت کی مجلس عاملہ سے بھی مشورہ کیا گیا۔ مجلس کے غیر سرکاری ارکان کی یہ متفقہ رائے تھی کہ غذائی اجناس کے حمل و نقل کی موجودہ دقتوں اور بالخصوص چاولوں کی قلت کے پیش نظر ایسی درخواستیں منظور نہ کی جائیں۔ چنانچہ اس سفارش کو قبول کرتے ہوئے حکومت سرکار عالی نے طے کیا ہے کہ مقررہ راشن سے زیادہ غلہ کسی تقریب کے لئے فراہم نہیں کیا جائے گا۔

پس عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ ایسی درخواستیں پیش کرنے کی زحمت گوارا نہ کریں۔

(محکمہ اطلاعات)

حیدرآباد کے معدنی وسائل و ذرائع

بقیہ سلسلہ صفحہ (۲)

محسوس کرتے ہوئے کہ ان تمام کاموں نے اس کے وسائل و ذرائع پر بھاری بار پڑ رہا ہے چند فنی کمپنیاں موزوں مختلف علاقوں کے مختلف رقبوں میں کام کرنے کے لئے بنا دیں۔

مختلف کمپنیوں کے کام

اس طرح مقام وندلی کی کانوں پر "دکن گولڈ مائننگ کمپنی لمیٹڈ" نے سنہ ۱۹۰۱ء میں کام شروع کیا۔ مقام ہٹی کی کانوں کا کام کرنے کے لئے "ہٹی نظامس گولڈ مائنز لمیٹڈ" سنہ ۱۹۰۳ء میں قائم کی گئی جو تقریباً سولہ سال تک کامیابی کے ساتھ کام کرتی رہی۔ اس عرصہ میں نو لاکھ پونڈ قیمت کا سونا برآمد کیا گیا اور تقریباً پینتالیس ہزار پونڈ ریاست کو حق شاہی یا رائلٹی کے طور پر دئے گئے لیکن یہ کاروبار سنہ ۱۹۲۰ء میں بند ہو گیا۔ ایک اور کمپنی نے جس کا نام "دکن گولڈ فیلڈس لمیٹڈ" تھا مقام تیل دوڈی اور چبرگی کے قریب کچھ کام کیا۔ سنہ ۱۹۰۵ء میں "دکن گولڈ فیلڈس ڈیولپمنٹ کمپنی لمیٹڈ" قائم ہوئی جس کا مقصد ان تمام قدیم کاموں کی چھان بین کرنا تھا جن کا پچھلی کمپنیوں نے پتہ نہیں لگایا تھا۔ اس کمپنی نے سب سے زیادہ کام منگلور کے میدان پر کیا اور مقام منگلی کے کاموں کو مسٹر جان ٹیلر سے ایک معاہدہ کر کے ان کے سپرد کر دیا۔ لیکن یہ تمام کام سنہ ۱۹۱۳ء میں پچھلی بڑی لڑائی کے شروع ہونے پر چھوڑ دینا پڑے۔

ریاست کے محکمہ طبقات الارض کی سرگرمیاں

محکمہ طبقات الارض سرکار عالی نے ضلع رائچور میں ان پرانی کانوں کا جن میں سونا پایا جاتا ہے دوبارہ تحقیق اور جانچ کا کام شروع کیا اور اس کام کو شمال کی سمت بڑھایا گیا تھا۔ سنہ ۱۹۳۰ء گلبرگہ میں منگلور کے معدنی علاقہ بھی اس دیکھ بھال میں آچکے ہیں۔ سونے کی تلاش کرنے والی مختلف کمپنیوں نے جو نتائج حاصل کئے تھے ان کی مدد سے محکمہ جانچ طبقات الارض نے زیادہ تیزی کے ساتھ کام شروع کیا۔ یہ سرگرمیاں نہ صرف ان قریب ترین جہاں کے حالات امید افزا تھے اور جہاں سونا ملنے کی امید تھی بلکہ کام ان مقامات پر بھی کئے گئے جو حیدرآباد دکن کی کمپنی کے مراعاتی علاقوں سے باہر تھے۔ اس طرح مقام ... کوٹ میں منگلی کے جنوبی میدان پر توجہ کی گئی۔ تعلقہ ... کے مقام منگلی کے قریب ایک نئے رقبہ کی بھی معدنی تفتیش کی گئی اور یہاں پرانے کاموں کی ایک طویل قطار کو جزوی طور پر کھولا گیا۔

ہمت افزا امکانات

تحقیق و تفتیش کے ان کاموں سے جو امید افزا علامات پائی گئیں ان کے نتیجے کے طور پر ممالک محروسہ سرکار عالی میں سونے کی کان کنی کو دوبارہ شروع کرنے کی ایک اسکیم بنائی گئی اور حکومت سرکار عالی نے کان کنی کے کاموں کی ہمت افزا آثار کی بنا پر سونا پائے جانے والے سب پچھلے علاقوں میں تفصیلی تفتیش کا کام شروع کیا۔ یہ تجرباتی کام حکومت سرکار عالی کے ریلوے بورڈ کی ہدایت کے تحت مسٹر جان ٹیلر اینڈ سنز نے کیا اور اس کے اخراجات حکومت نے برداشت کئے۔ مسٹر جان ٹیلر اینڈ سنز نے کام دسمبر ۱۹۳۶ء میں شروع کیا۔ ان علاقوں میں بہت سی قدیم کانوں پر کھدائیاں کی گئیں جو پرانی ان کانوں کے سلسلے میں تھیں یا ان کے قریب تھیں جن پر دوسری کمپنیاں پہلے تجرباتی کام کر چکی تھیں۔ دیکھنے ریٹ کی کان سے جو ہٹی کی قدیم کان کے قریب ہے پانی نکالا گیا اور اسے ترقی دی گئی۔ مسٹر جان ٹیلر اینڈ سنز کے تحقیقی اور تجرباتی کاموں کے نتائج نہایت قابل اطمینان ہیں لیکن موجودہ لڑائی کے ناموافق حالات کی بنا پر ان کاموں کو عارضی طور پر بند کر دینا پڑا ہے۔

اردو کانگریس کے اغراض و مقاصد

حیدرآباد۔ ۲۰۔ امرداد۔ کل ہند اردو کانگریس نے مقامی ارباب صحافت سے تبادلۂ خیال کے لئے کل ایک اجلاس طلب کیا تھا جس میں اکثر مدیران جرائد اور اخبار نویس شریک تھے۔

ڈاکٹر ... نے اردو کانگریس کے انعقاد کا مقصد بیان کرتے ہوئے ہندوستان میں جہاں جہاں اردو کا کام ہو رہا ہے ان سب کے تار تمدن پر مشتمل ایک کل ہند تنظیم قائم کی جائے جو ہر دو سال کے بعد کسی نہ کسی مقام پر اپنے اجلاس منعقد کرے اور اردو کے مختلف پہلوؤں اور ضرورتوں کے متعلق تبادلۂ خیال کر کے ایسے فیصلے کرے جو اردو کا کام کرنے والی جملہ انجمنوں اور اداروں کی اجتماعیت کا باعث بنے۔ اس کل ہند تنظیم کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اس وقت اردو کے لئے جو انجمنیں اور ادارے کام کر رہے ہیں ان کو ایک دوسرے میں ضم کیا جائے اور ان کی رفتار کار کو نقصان پہنچایا جائے بلکہ ان سب منتشر کوششوں کے لئے ایک مشترکہ پلیٹ فارم قائم ہو جس میں ہر انجمن ہر جماعت اور ہر صوبہ کے نمائندوں کو برابر کا حق حاصل ہو۔ اس کے تحت جو سات شعبے قائم کئے گئے ہیں وہ اردو کی جملہ ضروریات کی تکمیل کو پیش نظر رکھ کر تشکیل دئے گئے ہیں اور ہر ایک کے لئے ایسے صدر اور معتمد منتخب ہوئے ہیں جن کی زندگی اس خاص پہلو پر غور و خوض کرنے میں صرف ہوتی ہے۔

نواب ... جنگ بہادر نے انتظامات کی تفصیل بیان کی۔ کانگریس کے انتظامات کے لئے اب تک آٹھ ہزار روپے وصول ہو چکے ہیں جس میں نواب صاحب چھتاری کا دو ہزار کا عطیہ بھی شامل ہے۔ جملہ اخراجات کا اندازہ بارہ ہزار روپے سے زائد کیا گیا ہے۔ اب تک (۶۰۰) کی تعداد میں مجلس استقبالیہ کے ارکان ہو چکے ہیں ان میں اضلاع کی تعداد زیادہ ہے۔ ہندوستانی مشاہیر میں سے (۵۳) کے جوابات آچکے ہیں کہ وہ حیدرآباد آرہے ہیں۔ مہمانوں کے لئے بشیر باغ میں ایک کیمپ تیار کیا جا رہا ہے جس میں پچاس مہمان رہ سکیں گے بعض مہمان حیدرآباد کے بعض معززین کے پاس ٹھہریں گے۔

کیمپ میں ایک دفتر استقبالیہ قائم کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر ... حکیم ... متعین رہیں گے اور طبی امداد کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے۔

اس موقع پر نمائش بھی ترتیب دی جائے گی۔ اخراجات میں جہاں تک ہو سکے کفایت کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

عالمی تسلط کی ہوس کاریاں ختم کر دی جائیں گی

پریسیڈنٹ روزویلٹ کی صحافتی کانفرنس میں تقریر

واشنگٹن۔ ۱۹ جولائی۔ پریسیڈنٹ روزویلٹ نے صحافتی کانفرنس میں کہا کہ ان کی عالمی تجویز امن کا اہم مقصد دنیا کی امن پسند و صلح جو اقوام کو ایک مرکز پر لے آنا اور تحت لانا ہے جو اگر ضرورت ہو تو سختی کے ساتھ جنگ کی روک تھام کرے گی۔ اس کا عوام میں بہت اچھا رد عمل ہوا اور پریس نے اس تجویز کا خیر مقدم کیا ہے۔

پریسیڈنٹ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ یہ منصوبہ انھوں نے دس دن قبل پیش کیا تھا اور اب تک اس کے لئے جو خطوط وصول ہوئے ہیں ان سے بڑی مسرت ہوتی ہے کہ یہ سب کے سب ان کی ستائش میں ہیں۔

انھوں نے صحافتی نمائندوں کو بتلایا کہ ماسکو میں منعقد ہونے والی کانفرنس کے بعد ہی عام طور پر ایک خارجی پالیسی کے منصوبہ کا اعلان کر دیا جائے گا جس میں پوری دنیا پر تسلط قائم کرنے کی خواہش کو کچل دینے اور غیر امن پسند جارحانہ کارروائیوں کا قلع قمع کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جمہوریت پسندوں کا یہ نعرہ ہے کہ ما بعد جنگ قوت کو صرف کے اصول پر ڈھالا جائے جس میں اس کا صاف طور پر اظہار کیا گیا ہے کہ مغربی نصف کرہ کے داخلی معاملات میں کسی قسم کی خارجی مداخلت کی جائے۔

ما بعد جنگ پروگرام جو مسٹر ... کو پریسیڈنٹ روزویلٹ نے پیش کیا تھا بین الاقوامی امن و امان کا بڑی حد تک ضامن ہے اور امن پسند اقوام کے لئے امن کے قیام کا بڑا اچھا پیام ہے۔

اس پروگرام میں ایک عالمی کونسل بھی ہو گی جس میں دوسری اقوام بھی شریک ہوں گی اور بین الاقوامی عدالت بھی تشکیل دی جائے گی۔ اس میں حصہ لینے والی اقوام کو بھی اس کی اجازت دی جائیں گی کہ وہ جنگ کو روکنے کے لئے کچھ فوج رکھیں اور جارحانہ کارروائی کرنے والوں کو کچل دیں۔

صحافتی تبصرے اس پر زور دیتے ہیں کہ اس منصوبہ کی افادیت مسلم ہے اور پریسیڈنٹ کے اس منصوبہ

پہ جلد از جلد عمل ہونا چاہئے اور اب اس منصوبہ کو مملکت کے اندر اور خارجہ کی حدود سے نکل کر بہت جلد بین الاقوامی حیثیت حاصل کر لینا چاہئے جس کا مقصد یہ ہی ہوگا کہ عالمی تسلط قائم کرنے کی خواہش کرنے والوں کو بالکلیہ قلع قمع ہو جائے بہرحال اس کو جنگ کے اختتام سے قبل ہی نفاذ ہونا لازمی ہے۔

نظام سٹیٹ ریلوے کا موازنہ ۴۴ تا ۱۹۴۵ء

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

کہا کہ وہ بالائی نظام کے ساتھ برقی سسٹم کے نظام کو ترجیح دیتے ہوئے اس کی پرزور تائید کریں گے کیونکہ ریلوے اس سکیم پر کر رہا ہے لیکن یہاں بھی سستے داموں برقی قوت کی ضرورت ہوگی اس لئے اب قوت برقی کی شرح حیدرآباد میں بہت گراں ہے۔

ایم جنگ تنظیم کے متعلق کرنل سلاٹر نے اس کا اظہار کیا کہ ریلوے کے پیش نظر عظیم منصوبے ہیں لیکن ابھی ان پر جو مصارف عائد ہوں گے اس کا ریلوے نے حساب کتاب نہیں کیا ہے انھوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ ریلوے کے محفوظ کا کثیر حصہ درجہ سوم اور عملہ پر صرف ہو جائیگا۔

جدید لائن اور فضائی راستے۔

جدید لائن ڈالنے کے سلسلے میں انھوں نے بتلایا کہ مملکت حیدرآباد میں حکومت ہند کے تعاون کے بغیر جدید لائن ڈالنا ناممکن ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ریلوے کو مملکت کے مفادات کا بھی لحاظ رکھنا ہوتا ہے اور آپ نے بتایا کہ جدید تعمیر کے منصوبے ہیں لیکن ان پر کامل غور و خوض کی ضرورت ہوگی جس سے قبل یہ کتنا بے سود ہوگا کہ آیا اس سے مملکت کا مفاد متاثر ہوتا ہے یا نہیں۔

فضائی راستے کے متعلق کرنل سلاٹر نے کہا "ہم نے اس کو نظر انداز نہیں کیا ہے۔ حیدرآباد ایک فضائی مرکز ہے۔ اور ہمارے ہاں ایسی تجاویز موجود ہوں جن پر موجودہ حالات کے تحت غور کیا جا رہا ہے آپ نے کانفرنس کو یقین دلایا کہ حیدرآباد کی اس اہم ترقی کو نظر انداز نہیں کیا جائیگا۔

سڑکوں کی تعمیر اور ان میں اضافہ کی نسبت آپ نے کہا کہ نگمہ ریلوے کا ایک نمائندہ حکومت ہند کی سڑکوں کی تعمیری کمیٹی میں موجود ہے۔ نگمہ ریلوے اس پر زور دے رہا ہے کہ جدید سڑکوں کی تعمیر سے قبل اس کی کوشش کی جائے کہ اس وقت جو سڑکیں موجود ہیں ان کی حالت بہتر بن جو۔ لیکن اس مسئلہ پر کافی تنازعہ رہا۔

کرایہ میں اضافہ نہ ہوگا۔

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کرنل سلاٹر نے اس کا انکشاف کیا کہ نگمہ ریلوے نے حکومت ہند کی اس حالیہ تحریک پر عمل نہیں کیا تھا جو کرایوں میں اضافہ کی بابت تھی۔ آپ نے کہا کہ یہی طرز عمل جاری رہے گا۔ باوجود اس کے کہ ہمیں اس معاملہ میں ہندوستان کا ساتھ دینا ہے۔

آپ نے اس پر مسرت کا اظہار کیا کہ حکومت ہند نے بھی اس پر ابھی عمل نہیں کیا۔ اور یہ ملتوی کر دی گئی کوئلہ کا جہاں تک متعلق ہے حیدرآباد درآمد نہیں کرتا ہے۔ لیکن دوسرے ریلوں کی طرح نظام اسٹیٹ ریلوے کے لئے بھی کوئلہ کا مسئلہ انتہائی مشکل ہے اس لئے کہ مختلف صوبہ جات اور ریاستوں کی پالیسی یہی ہونی چاہئے کہ وہ اپنی اپنی جگہ مختار رہیں۔ حیدرآباد نے بھی ریلوے کے لئے کوئلہ میں بچت کی ہے اور گزشتہ تین ماہ میں نگمہ ریلوے نے اپنے کوئلہ کی ضروریات میں سے (۳) فی صدی بچت کی جو ہر طرح قابل ستائش ہے۔

کرنل سلاٹر نے اس امر کا بھی اظہار کیا کہ حیدرآباد میں کوئلہ کی صرف کی شرح اور درآمد برابر ہے تبادلہ میں حیدرآباد کو لوہا اور فولاد اور کیمیائی اشیاء وغیرہ ملتی ہیں۔

کرنل سلاٹر نے آخر میں عوام سے ریلوے کمپارٹمنٹس میں سے اشیاء کی چوری کے انسداد کے لئے تعاون عمل کی پرزور اپیل کی۔ آپ نے کہا کہ جو چیزیں یہاں سے اس طرح چرائے جاتے ہیں۔ ان کی قیمت تو زیادہ نہیں ہوتی۔ لیکن یہ فعل بجائے خود انتہائی تعجب انگیز ہے آپ نے اس کا انکشاف بھی کیا کہ جو چیزیں چرائی گئیں۔ ان میں درجہ اول سے سگریٹ کے گل جھٹکنے کی طشتریاں بھی ہیں۔

(اسوسی ایٹیڈ پریس)

صوبہ متحدہ کی لیگی سیاسیات

مسٹر جناح کی ہدایات کا انتظار

لکھنو ۔ ۶ جولائی ۔ مسٹر ایس ایم رضوان اللہ منصرم صدر یو پی مسلم لیگ نے کل صحافتی کانفرنس میں اعلان کیا کہ ۲۲ جولائی کو نواب محمد اسمعیل کی رخصت سے استفادہ حاصل نہ کرنے کی فیصلے سے پیدا شدہ صورت حال پر غور و خوض کرنے کے لئے یو پی مسلم لیگ کی کونسل کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوگا۔ مسٹر رضوان اللہ نے نواب صاحب کے اس فیصلہ پر جس کی کوئی اطلاع منصرم صدر کو نہیں کی گئی۔ اظہار تاسف کیا۔ منصرم صدر نے مزید کہا کہ نواب محمد اسمعیل کی یہ اقدام کہ انھوں نے جب کہ وہ ان کو (مسٹر رضوان اللہ) صدارت کا جائزہ دے چکے ہیں۔ صدر کی حیثیت سے منصرم صدر کی احکامات جاری کرنے حق بجانب تھا۔

باوثوق طور پر کہا جاتا ہے کہ مسٹر محمد علی جناح صدر کل ہند مسلم لیگ کو برقیوں کے ذریعہ تمام واقعات سے مطلع کر دیا گیا ہے۔ اور ان کے ہدایات کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ (یونائیٹڈ پریس)

۱۵ ارکان کے استعفاؤں کی منظوری

لکھنو ۔ ۵ ۔ جولائی ۔ منصرم صدر صوبائی مسلم لیگ مسٹر رضوان اللہ نے مجلس عاملہ کے ۱۵ اراکین کے استعفے جن کا چودھری خلیق الزماں اور نواب سر محمد یوسف بھی شامل ہیں منظور کر لئے۔ استعفے منظور کرتے ہوئے مسٹر رضوان اللہ نے کہا۔ مجلس عاملہ کے ان اراکین کے اس بیان کے تحت تھیں کہ انھوں نے واضح طور پر مجلس عاملہ کی رکنیت پر برقرار رہنے کی مجبوری ظاہر کی میرے لئے بجز اس کے کوئی چارہ کار نہیں کہ ان کے استعفے منظور کروں لیکن ساتھ ہی ساتھ میں امید کرتا ہوں

کر رہا ہوں میرے ساتھ وزیر مسلم لیگ کے ساتھ ہمیشہ تعاون عمل برتتے رہیں گے فی الوقت خالی نشستوں کو پُر کرنے کے سلسلے میں انتظامات کر رہا ہوں۔

نواب محمد اسمٰعیل کے اس حکم کے ضمن میں جو نواب صاحب نے اپنے دفتر کو جاری کیا ہے کہ تمام مسلم لیگی کاغذات ان کو روانہ کئے جائیں۔ مسٹر رضوان اللہ نے ایک ملاقات میں کہا کہ مجھے اس امر کی اطلاع نہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ نواب صاحب کے لئے بہترین طریقہ کار یہ تھا کہ وہ منصب صدر کو اپنی رخصت منسوخ کرنے کے ارادے سے مطلع کرتے۔ ایسی صورت میں مسلم لیگ کے دستور کے مطابق کاروائی کرتا۔

(یونائیٹڈ پریس)

زرعی سال میں کم از کم دس لاکھ ٹن اجناس خوراک کی درآمد ضروری ہے

نئی دہلی۔ ۵ر جولائی۔ اسوسی ایٹیڈ پریس کا نمائندہ خصوصی رقمطراز ہے کہ گذشتہ ہفتہ میں ہندوستان کی غذائی صورت حال کے بارے میں سر پرشوتم داس ٹھاکر داس اور دیگر (۲۱) حضرات نے جو تزلزل پیدا کر دیا ہے وہ ٹیکے اونچے حلقوں میں اس کا بہر اطمنان کیا جا رہا ہے۔ اندیشہ تھا کہ قحط بنگال کے جیسے آثار نمودار ہو کر صرف ایک سال تک اسی قسم کے بحران کا قریبی مطالعہ ہو رہا ہے۔ سرکاری حلقوں میں جو خیال پایا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان کی موجودہ غذائی صورت حال میں بیجو قوفانہ امید پرستی یا مایوسی کو کوئی جگہ نہیں ہے۔ مقصد سوبائی حکومتوں نے راشن بندی اور نگرانی نرخ کی جو تدابیر نافذ کی ہیں وہ حسن وخوبی جاری ہیں اگر اجناس خوراک کی کافی برآمدت وصول ہو رہی ہوں اور اگر اندرون ملک حصول اجناس کی مشنری اچھی طرح جاری رہے تو ہندوستان کی مصیبت کا سامنا کئے بغیر آئندہ سال سے گذر جائے گا۔ اسی کے ساتھ اس پر بھی زور دیا جاتا ہے کہ حکومت کو اسداد کی جو توڑ کی کوشش کرنے پڑے گی۔ زرعی سال میں جس کا آغاز یکم نومبر کو ہوتا ہے یہ ضروری ہے کہ کم از کم دس لاکھ ٹن اجناس خوراک کی درآمد کی جائے۔ مملکت منظم کی حکومت نے وعدہ کیا ہے کہ ماہ ستمبر تک (۲) لاکھ ٹن اجناس خوراک روانہ کی جائے گی۔ اور یہ مقدار اس مدت کے لئے بہت کافی ہوگی۔

نامہ نگار آگے چل کر بیان کرتے ہیں کہ مملکت منظم کی حکومت نے یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ اگست اور ستمبر میں وہ صورت حال کا جائزہ لے گی اور اگر موقع برمزید (۲) لاکھ ٹن اجناس خوراک روانہ کی جاسکیں تو سب کچھ ٹھیک ہوگا۔ مستند حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کی غذائی صورت حال تشفی بخش ہے لیکن اگر صورت حال کا بدتر ہونا منظور نہ ہو تو محتاط نگرانی اور قابل عمل امداد ضروری ہوں گی۔

بین الاقوامی کانفرنس زر

ہندوستان کی تجویز نامنظور کی گئی

برٹن اوڈ۔ نیو ہیاپ شائر ۵ر جولائی۔ رائٹر کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے کہ آج باخبر حلقوں نے انکشاف کیا کہ بین الاقوامی کانفرنس زر نے ہندوستانی وفد کی اس تجویز کو نامنظور کیا جس کی وجہ سے ہندوستان کے منجمد محفوظات اسٹرلنگ آزاد ہو جاتے۔ ترجمان نے کہا کہ ہندوبین کی اکثریت نے اس تجویز کی مخالفت کی جس کے ذریعہ فنڈ سے متعلقہ قرار داد میں یہ دفعہ شامل کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ کوئی ملک جو اس فنڈ کا رکن ہوتے اس فنڈ کی توسط سے کسی ایسے دوسرے ملک کا جو اس فنڈ کا رکن بھی ہے زرمبادلہ حاصل کر سکتا ہے جس سے کہ اول الذکر ملک خریدنا چاہے۔ ہندوستان کے نام جو امریکہ کو برآمد کر رہا ہے لندن میں کافی محفوظات ہیں لیکن وہ امریکہ سے کچھ خرید نہیں سکتا کیونکہ اس کے محفوظات اسٹرلنگ منجمد ہیں۔

ہندوستانی تجویز کو قبول کرنے سے جو انکار کیا گیا اس کی وضاحت کرتے ہوئے ترجمان نے کہا کہ بالعموم یہ خیال کیا گیا کہ فی الحال بین الاقوامی فنڈ کے اہم فرائض کی انجام دہی کی قوت کو نقصان پہونچائے بغیر یہ ممکن نہ تھا کہ فنڈ کا دائرہ عمل اس قدر وسیع کیا جائے کہ مسئلہ ہند کا حل بھی اس میں شامل کر لیا جاسکے اگرچہ کہ متعدد وفدوں نے ہندوستان کی تجویز کی تائید کی لیکن اکثریت نے اس کی مخالفت کی۔ اس لئے نہیں کہ ان کو ہندوستان سے ہمدردی نہیں تھی بلکہ اس لئے کہ اس کی وجہ سے اس فنڈ کی عام اسکیم میں پیچیدگیاں پیدا ہوں گی جو ہنوز تکمیل دور ہیں۔ یہ محسوس کیا جارہا ہے کہ اس کی وجہ سے مجوزہ فنڈ عملی طور پر ختم ہو جائے گا لیکن ہندوستان کے منجمد سرمایہ کی قابل قیادت کے تحت متعلقہ ممالک کے ساتھ آپسی انتظامات کے ذریعہ مسئلہ کو حل کرنے کی کوششیں کی جائیں گی۔

(رائٹر)

راشن بندی کے تحت غلہ کی درآمد

حیدرآباد۔ ۱۳ر امرداد۔ محکمہ راشن بندی کی جانب سے حسب ذیل اعلامیہ جاری کیا گیا ہے۔ اخبار ات اور ریڈیو کے ذریعہ اس امر کی تشہیر کی جا چکی ہے کہ کسی ایسے شہر میں جہاں راشن بندی نافذ ہو افسران متعلقہ کی اجازت کے بغیر غلہ درآمد نہیں کیا جاسکتا اس کے باوجود محکمہ ہٰذا کو اطلاع ملی ہے کہ بعض حیدرآبادی مسافرین نے شہر بمبئی کے افسران راشن بندی کی اجازت کے بغیر وہاں غلہ درآمد کرنے کی کوشش کی اس لئے عوام کو دوبارہ مطلع کیا جاتا ہے کہ یہ اقدام قانون راشن بندی کے تحت جرم ہے اگر مسافرین اپنے ہمراہ اپنے مقررہ راشن کو لے جانا چاہتیں تو انہیں اجازت اسی صورت میں دی جائے گی جبکہ روانگی سے قبل وہ اس شہر کے افسران راشن بندی سے جہاں وہ جانا چاہتے ہیں درآمد کا اجازت نامہ حاصل کیا ہو جو عمل ہر اس شہر سے متعلق ہے جہاں راشن بندی کا نفاذ ہو چکا ہے۔

(ک۔ پ)

احمدیہ پریس چارمینار میں طبع ہو کر دفتر مملکت سائیکہ توپ سے شائع ہوا۔